QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

# اسلامی تناظر میں مسلکی عدم رواداری: خیبر پختونخوا کے حوالے سے ایک خصوصی مطالعہ

## *Sectarian Intolerance from an Islamic Perspective: A Special Study with Reference to Khyber Pakhtunkhwa*

**1. Mansoor Khan**
Lecturer, School of Allied Health Sciences, Iqra National University, Peshawar, Pakistan.
**2. Syed Abid Ali Shah**
Lecturer, School of Allied Health Sciences, Iqra National University, Peshawar, Pakistan.

***Abstract***

In modern Muslim societies, the problems of intolerance and extremism are serious and urgent issues. The present research paper attempts to explore the issue of sectarian intolerance in Pakistan. The special feature of this research is the connection with the territory of Khyber Pakhtunkhwa. Following the Quran, Sunnah, and the practice of Khulafa-e-Rashideen, Islam has always promoted equality, freedom of conscience, and peace. Moreover, the basic concepts of different Islamic schools of jurisprudence will be presented and discussed. Since the problem of intolerance is manifested precisely in Pakistan, the reasons for it are deep historical, cultural, and political. One of the most pressing reasons for intolerance is the misuse of the concept of takfiri and the abuse of clerics' speeches in mosques. The paper will also suggest possible solutions to the problem, such as inter-sectarian dialogue and freedom of speech and others.

***Keywords***: Sectarian Intolerance, Khyber Pakhtunkhwa, Islamic Schools of Jurisprudence, Inter-Sectarian Harmony, Peace.

**تعارف**

عصرِ حاضر میں عدم رواداری، انتہا پسندی اور باہمی نفاق کا پھیلاؤ عالمی معاشروں بالخصوص مسلم دنیا کے لیے ایک سنگین چیلنج بن چکا ہے۔ پاکستان میں اور خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخوا میں، گزشتہ چند دہائیوں کے دوران پیش آنے والے مذہبی، مسلکی اور سماجی واقعات نے عدم رواداری کو ایک اہم اور حساس موضوع بنا دیا ہے۔ خیبر پختونخوا اپنی مخصوص جغرافیائی، تاریخی اور ثقافتی حیثیت کی وجہ سے مختلف فکری و مذہبی تحریکوں کا مرکز رہا ہے، جہاں بعض اوقات فکری اختلاف کو تشدد یا تعصب کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔

دینِ اسلام فطرتاً امن، سلامتی، صبر اور باہمی احترام و برداشت کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہر قسم کی انتہا پسندی، ناانصافی اور عدم برداشت کی سخت حوصلہ شکنی کرتی ہیں۔ اسلامی شریعت اور فکر میں فکری و اجتہادی اختلافِ رائے کو ایک طبعی اور فکری حیات کا ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ اخلاقی حدود کے اندر ہو۔ تاہم جب اس علمی و اجتہادی اختلاف کو بنیاد بنا کر نفرت، تعصب، فرقہ واریت اور اجتماعی نفاق پھیلایا جائے تو یہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کے منافی ہے بلکہ ریاست و معاشرے کی بقاء کے لیے بھی بڑا خطرہ بن جاتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ رواداری کی حقیقی اسلامی فکر کو جدید سائنسی اور تحقیقی اسلوب میں اجاگر کیا جائے۔

**ا۔ رواداری کا مفہوم: لغوی و اصطلاحی تجزیہ**

کسی بھی علمی موضوع کی سائنسی اور تحقیقی تفہیم کے لیے اس کے بنیادی مفاہیم کا لغوی اور اصطلاحی تجزیہ ضروری ہے۔

**لغوی مفہوم**

لفظ "رواداری" اصالتاً فارسی زبان کے دو مفرد الفاظ "روا" اور "داری" کا مرکب ہے:

روا: اس کے معنی جائز، مناسب، روایا روا رکھا گیا کے ہیں۔

داری: یہ مصدر "داشتن" سے مشتق ہے، جس کے معنی رکھنا، برداشت کرنا یا قبول کرنا ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

پس لغوی اعتبار سے "رواداری" کا مطلب کسی بات یا رویے کو جائز ماننا، برداشت کرنا اور دوسروں کے ساتھ نرمی کا سلوک روا رکھنا ہے۔ [1]

عربی زبان اور اسلامی مصادر میں رواداری کے ہم معنی کے طور پر "**تسامح**" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ **تسامح** کا مادّہ "س-م-ح" ہے، جو لغت میں سہولت، نرمی، سخاوت اور درگزر کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔ عربی لغت کی معتبر کتب کے مطابق، "**سماحت**" کا مطلب کسی معاملے میں سختی کے بجائے نرمی اور کشادہ دلی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ [2]

**اصطلاحی مفہوم**

اصطلاحی اور اجتماعی علوم کے نقطہ نظر سے رواداری سے مراد ایک ایسا اخلاقی اور سماجی رویہ ہے جس میں کوئی فرد یا گروہ اپنے مذہبی، سیاسی یا فکری عقائد و نظریات پر قائم رہتے ہوئے، دوسروں کے مختلف اور متضاد افکار، عقائد اور حقوق کو تحمل، احترام اور کشادہ دلی کے ساتھ تسلیم کرے۔ [3]

حقیقی رواداری محض ایک نظریاتی بحث نہیں بلکہ ایک عملی اخلاقی اور سماجی رویہ ہے جس کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے نظریات اور اصولوں سے دستبردار ہوئے بغیر مخالف نقطہ نظر کو کشادہ دلی، تحمل اور احترام کے ساتھ سننے اور سہنے کا ظرف رکھے۔ اس رویے کے تحت کسی شخص یا گروہ کے لیے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ طاقت، جبر، دھونس یا دھوکہ دہی جیسے ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنے افکار و نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے۔ مزید برآں، یہ فکر معاشرتی اور قانونی سطح پر تمام افراد کے بنیادی حقوق، آزادیِ فکر اور ان کی عزت و آبرو کے غیر مشروط احترام کو یقینی بنانے کی تاکید کرتی ہے تاکہ ایک پُرامن، متوازن اور باہمی احترام پر مبنی معاشرہ تشکیل پا سکے۔ [4]

**مبحثِ اول: رواداری کا تصور اسلامی تعلیمات اور تاریخ کے آئینے میں**

اسلامی شریعت کا بنیادی مقصد انسانوں کے درمیان عدل، امن اور باہمی احترام کو قائم کرنا ہے۔ اسلامی نصوص اور بنیادی مصادر (قرآن و حدیث) کا گہرا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ رواداری اور تحمل اسلامی تعلیمات کا بنیادی جزو ہیں۔

**الف) قرآن مجید کی روشنی میں**

قرآنِ کریم نے معاشرتی زندگی، عقیدے کی آزادی اور انسانی تعلقات کے حوالے سے ایسے ابدی اصول بیان کیے ہیں جو عالمی رواداری کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

**انسانی مساوات اور تنوع کا احترام**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾**[5]

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔"

---

[1] حسن دوست، محمد، فرهنگ ریشه شناختی زبان فارسی، تہران: فرهنگستان زبان و ادب فارسی، 2014ء، 2: 1102

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1994ء، 2: 489

[3] فاروقی، محمد بن عبد اللطیف، اسلام اور رواداری: فکرِ اسلامی کا روشن پہلو، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 2018ء، ص45

[4] خان، عبد الرحمٰن، پاکستان میں مذہبی رواداری اور درپیش چیلنجز: خیبر پختونخوا کا خصوصی مطالعہ، پشاور: شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف پشاور، 2021ء، ص12

[5] سورۃ الحجرات 49: 13

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نسل، زبان، قوم یا قبیلے کا اختلاف حقارت یا برتری کا ذریعہ نہیں بلکہ صرف شناخت کا وسیلہ ہے، جبکہ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ اور بہترین اخلاق ہے۔[6]

**عقیدے کی آزادی اور عدم اجبار**

دینِ اسلام کسی شخص کو بھی زبردستی عقیدہ قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾** [7]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت کا راستہ گمراہی سے واضح ہو چکا ہے۔"

یہ آیت ضمیر اور فکر کی مطلق آزادی کی ضامن ہے اور واضح کرتی ہے کہ عقیدہ زبردستی یا جبر سے مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ [8]

**عدل و انصاف اور تعصب سے پاک رویہ**

اسلام مخالفین اور دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف اور عدل کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہدایت کی گئی ہے:

**﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾**[9]

"کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو، عدل کرو یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔"

یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ ذاتی، مذہبی یا سیاسی اختلافات کی بناء پر تعصب اور ناانصافی کرنا اسلامی احکام کے منافی ہے۔[10]

**ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں**

سیرتِ نبوی ﷺ اور آپ کے ارشادات رواداری، حلم اور نرمی کی عملی اور روشن مثالیں پیش کرتے ہیں۔

**دوسروں کے لیے خیر خواہی کا جذبہ**

حضرت رسول اللہ ﷺ نے انسانی تعلقات میں باہمی احترام کو ایمان کے کمال کی علامت قرار دیا۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

"افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے وہی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔"[11]

یہ حدیثِ مبارکہ انسانی ہمدردی اور مساواتِ حقوق کا ایک جامع منشور ہے، جو تمام انسانوں کے لیے ایک جیسا فکر و احساس پیدا کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔

**تعامل اور معاملات میں نرمی کی ہدایت**

حضور نبی کریم ﷺ نے زندگی کے تمام شعبوں میں شدت اور سختی کے مقابلے میں نرمی کو ترجیح دی۔ آپؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ عطا فرماتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔"[12]

---

[6] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ریاض: دار طیبہ، 1999ء، 7: 386

[7] سورۃ البقرۃ 2: 256

[8] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964ء، 3: 280

[9] سورۃ المائدۃ 5: 8

[10] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء، 10: 89

[11] احمد بن حنبل، المسند، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء، رقم الحدیث: 22210، 36: 412

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

اس ارشادِ نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ معاشرتی اصلاح، دعوت اور باہمی معاملات میں پُرامن اور نرم اسلوب ہی سب سے زیادہ موثر اور پسندیدہ ترین راستہ ہے۔ یہی وہ نبوی منہج ہے جو دلوں کو مسخّر کرنے اور نفرتوں کے دیے بجھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، کیونکہ سختی اور تشدد انسانوں کو قریب لانے کے بجائے مزید دور کر دیتے ہیں۔ جب دعوت اور اصلاح کا عمل خلوص، حلم اور رواداری کے پیرائے میں ڈھلتا ہے تو معاشرے سے تعصب اور کشیدگی کی فضا خود بخود کافور ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا آج کے اس پرفتن دور میں، بالخصوص خیبر پختونخوا جیسے فکری طور پر حساس خطے میں، مسلکی اور سماجی تنازعات کو سلجھانے کے لیے اسی لچکدار اور پرامن اسلوبِ نبوی کو اپنانا کامیابی کی اولین ضمانت ہے۔

**ج) سیرتِ النبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا اسوہ**

اسلامی تاریخ کے درخشاں ابواب ثابت کرتے ہیں کہ رواداری اور ہم آہنگی محض نظریہ و مفروضہ نہیں بلکہ اسلامی ریاست اور معاشرے کی عملی بنیاد رہی ہے۔ سیرتِ طیبہ اور دورِ خلافتِ راشدہ اس کے روشن ترین تاریخی شواہد ہیں۔

**۱۔ میثاقِ مدینہ: عالمی تاریخ کا پہلا تحریری دستور**

ہجرتِ مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں (انصار و مہاجرین) اور وہاں کے تمام غیر مسلم قبائل (خصوصاً یہودی قبائل) کے مابین ایک جامع اور تاریخی معاہدہ استوار فرمایا جو تاریخ میں "میثاقِ مدینہ" کے نام سے معروف ہے۔ اس دستوری معاہدے کی اہم ترین خصوصیات درج ذیل تھیں:

مذہبی آزادی: تمام غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے عقائد اور عبادات کی مکمل آزادی فراہم کی گئی۔

مساوی شہری حقوق: تمام فریقین کو مدینہ کی ریاست کے متفقہ اور مساوی شہری تسلیم کیا گیا۔

مشترکہ دفاع: مدینہ پر کسی بیرونی حملے کی صورت میں دفاعِ وطن کی مشترکہ ذمہ داری طے کی گئی، جس نے ایک کثیر المذہبی اور کثیر القومی معاشرے میں پرامن بقائے باہمی کی لازوال بنیاد رکھی۔[13]

**۲۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ: حلم، درگزر اور پُرامن بقائے باہمی**

سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے امن کے قیام اور انسانی جانوں کے تحفظ کے لیے ہمیشہ مصالحت اور درگزر کا راستہ اختیار فرمایا:

صلح حدیبیہ: ۶ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے ظاہری طور پر ناگوار اور سخت شرائط کے باوجود قریشِ مکہ کے ساتھ پُرامن معاہدہ کیا تاکہ عرب معاشرے میں امن و سکون قائم ہو اور جنگی فضا ختم ہو۔[14]

فتحِ مکہ اور عفوِ عمومی: ۸ ہجری میں فاتحانہ دخول کے وقت آپ ﷺ نے انتقام کی جگہ عفو و درگزر کا بے مثال مظاہرہ فرمایا۔ جن دشمنوں نے مسلمان مجاہدین اور آپ ﷺ پر بے شمار مظالم ڈھائے تھے، ان سے فرمایا:

«اِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ »[15]

"جاؤ، آج تم سب آزاد ہو"۔

اس عمومی معافی نے نہ صرف دشمنی کے جذبات کو محو کر دیا بلکہ انسانی تاریخ میں فاتحین کے رویوں کی ایک نئی اور عظیم الشان مثال قائم کی۔

**۳۔ خلفائے راشدین کا اسوہ اور اقلیتوں کے حقوق**

خلفائے راشدینؓ نے سیرتِ نبویؐ کی کامل پیروی کرتے ہوئے اپنی سلطنت میں تمام اقوام اور ادیان کے حقوق کی مکمل پاسداری کی:

---

[12] مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، بیروت: دار إحیاء التراث العربی، **کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق**، 4: 2003، رقم الحدیث: 2593

[13] ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1955ء، 1: 501

[14] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ، **کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد**، 3: 193، رقم الحدیث: 2731

[15] البیہقی، احمد بن الحسین، سنن البیہقی الکبریٰ، حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1344ھ، 9: 118

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب شام و عراق کی طرف لشکر روانہ فرمائے تو مجاہدین کو سخت ہدایات جاری فرمائیں کہ کسی بچے، عورت، بوڑھے یا غیر مسلح شخص پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، درخت نہ کاٹے جائیں، عمارتوں کو مسمار نہ کیا جائے، اور کسی عیسائی یا غیر مسلم عباد گاہ (کلیسا/گرجا گھر) کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔[16] ان عالمگیر جنگی اخلاقیات کا بنیادی مقصد حالتِ جنگ میں بھی انسانی کرامت، پرامن آبادیوں کے حقوق اور مذہبی آزادیوں کا غیر مشروط تحفظ یقینی بنانا تھا۔ اس نبوی تربیت پر مبنی پالیسی نے نہ صرف فتح شدہ علاقوں میں امن و امان اور باہمی اعتماد کی فضاء قائم کی بلکہ آنے والے ادوار کے لیے عالمی انسانی حقوق کا ایک لازوال دستور بھی مرتب کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ اور عہدِ ایلیاء (یروشلم): ۱۵ ہجری میں فتحِ یروشلم کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس کے عیسائیوں کو جو امن نامہ (دستورِ ایلیاء) تحریر کر کے دیا، اس میں ان کی جان، مال اور کلیساؤں کو مکمل تحفظ اور مذہبی آزادی عطا کی گئی۔ نیز اپنے دورِ خلافت میں جب آپؓ نے ایک نادار بوڑھے غیر مسلم (یہودی) کو دیکھا تو اس کا جزیہ معاف فرمایا اور بیت المال سے اس کا باقاعدہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا، جو فلاحی ریاست کا زریں اصول ہے۔[17]

**مبحثِ دوم: خیبر پختونخوا کے اہم مسالک اور ان کے فکری و مذہبی خصائص**

پاکستان کا صوبہ خیبر پختونخوا تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے کثیر المسالک اور کثیر الثقافتی خطہ رہا ہے۔ صوبے میں پُرامن بقائے باہمی، رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے یہاں آباد اہل سنت اور اہل تشیع کے اہم مکاتبِ فکر کے بنیادی عقائد، فقہی منہج اور فکری خدوخال کی سائنسی تفہیم ناگزیر ہے۔

**۱۔ دیوبندی مکتبہ فکر**

یہ مکتبِ فکر برصغیر پاک و ہند میں ۱۸۶۷ء (۱۲۸۳ھ) میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھے جانے کے بعد وجود میں آیا اور صوبہ خیبر پختونخوا کے کثیر المدارس اور عوام الناس کا ایک بڑا طبقہ اسی فکری مسلک سے منسلک ہے۔ فقہی منہج کے اعتبار سے یہ مکتبِ فکر فروعی احکام میں امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابتؒ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ) کے مذہب و اجتہاد کی تقلیدِ شخصی کا سختی سے پابند ہے۔[18] کلامی اور فکری امور میں دیوبندی مسلک ائمہ اہل سنت امام ابو منصور ماتریدیؒ اور امام ابو الحسن اشعریؒ کے منہجِ کلام پر قائم ہے۔[19] اسی طرح تزکیہ نفس اور تصوفِ اسلامی کے میدان میں یہ مکتبِ فکر برصغیر کے چاروں معروف سلاسل چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے بنیادی اصولوں کو قبول کرتا ہے اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے باطنی اصلاح اور سلوک کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔[20]

**۲۔ بریلوی مکتبہ فکر**

برصغیر پاک و ہند میں انیسویں صدی کے اختتام پر امام احمد رضا خان بریلویؒ (۱۸۵۶ء – ۱۹۲۱ء) کی علمی، تحریری اور تجدیدی خدمات کی نسبت سے معروف ہونے والا یہ مکتبِ فکر صوبہ خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع میں وسیع شعبہ جات اور گہرے سماجی و فکری اثرات رکھتا ہے۔ فقہی بنیادوں کے اعتبار سے یہ مکتبِ فکر فقہِ حنفی، اجتہادی اصولوں اور تقلیدِ شخصی کا سختی سے پیروکار ہے، جبکہ کلامی امور میں ماتریدی اور اشعری مکتبِ فکر سے منسلک ہے۔ اس مکتبِ فکر کی بنیادی فکری و عملی خصوصیات تعظیم و محبتِ رسالتِ مآب ﷺ، احترامِ اہل بیتِ اطہارؓ و صحابہ کرامؓ، اور اولیاء اللہ سے عقیدت پر مبنی ہیں۔ دینِ اسلام کی روح کو عشقِ رسول ﷺ اور تزکیۂ نفس (تصوف) قرار دیتے ہوئے، یہ مکتبِ فکر شریعتِ مطہرہ کی پاسداری، توسّل، محافلِ میلاد النبی ﷺ اور اعراس و مزاراتِ اولیاء سے وابستگی کو اصلاحِ معاشرہ، روحانی بالیدگی اور ترویجِ دین کا اہم وسیلہ تسلیم کرتا ہے۔[21]

---

[16] مالک بن انس، الموطأ، روایت: یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1985ء، **کتاب الجهاد، باب النهی عن قتل النساء والولدان**، 2: 447، رقم الحدیث: 965

[17] الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، بیروت: دار التراث، 1387ھ، 3: 609

[18] نعمانی، محمد منظور، علمائے دیوبند کا مسلک اور ان کا فکری و عملی پس منظر، کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، 2005ء، ص24

[19] عثمانی، محمد تقی، تقلید کی شرعی حیثیت، کراچی: ادارۃ المعارف، 2012ء، ص52

[20] گنگوہی، رشید احمد، امداد السلوک، کراچی: دار الاشاعت، 2000ء، ص18

[21] بریلوی، احمد رضا خان، الفتاویٰ الرضویۃ، لاہور: رضا فاؤنڈیشن، 1999ء، 11: 140

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

### ۳۔ اہل حدیث مکتبہ فکر

یہ مکتبِ فکر برصغیر کی تجدیدی و اصلاحی تحریکوں کا ایک اہم جزو ہے، جو دینی معتقدات اور احکام میں نصوصِ شریعت کی براہِ راست اتباع پر زور دیتا ہے۔ فقہی اسلوب کے اعتبار سے اہل حدیث مکتبِ فکر کسی بھی معین فقہی امام یا تقلیدِ شخصی کا قائل نہیں ہے، بلکہ تمام فروعی، عملی اور اجتہادی مسائل میں براہِ راست قرآنِ مجید اور سنتِ صحیحہ (احادیثِ صحاح) کو ہی دین کا اصل سرچشمۂ ہدایت اور قطعی معیار تسلیم کرتا ہے۔ [22] عقائد، بالخصوص توحید اور اسماء و صفات کے باب میں یہ مکتبِ فکر امام ابن تیمیہؒ (۶۶۱ھ – ۷۲۸ھ) اور ان کے تلمیذِ رشید امام ابن قیم الجوزیہؒ (۶۹۱ھ – ۷۵۱ھ) کے فہم اور سلفِ صالحین (صحابیات و صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ) کے منہجِ اتباع کی سختی سے پاسداری کرتا ہے، اور شریعت میں ہر قسم کی فکری و عملی جدت کے مقابلے میں اتباعِ سنت کو مقدم رکھتا ہے۔ [23]

### ۴۔ شیعہ (اثنا عشریہ) مکتبہ فکر

صوبہ خیبر پختونخوا کے بعض مخصوص اور اہم اضلاع مثلاً کرم (پاراچنار)، ہنگو، کوہاٹ، پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خان میں اہل تشیع کی ایک نمایاں اور تاریخی آبادی مقیم ہے، جو اس خطے کے کثیر المسالک تنوع کا ایک اہم جزو ہے۔ دینی تعلیمات کے اساسی خدوخال کے اعتبار سے شیعہ **اثنا عشریہ** مکتبِ فکر کے ہاں اصولِ دین پانچ بنیادی ارکان پر مشتمل ہیں: توحید، عدل، نبوت، امامت، اور معاد (آخرت)۔ [24] اس مکتبِ فکر کے بنیادی عقائد میں تصورِ امامت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے تحت امامت کو نبوت کا تسلسل اور الٰہی منصب تسلیم کیا جاتا ہے؛ اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی صریح نص اور وصیت کی بنیاد پر حضرت علی بن ابی طالب **علیہم السلام** اور ان کی نسل سے مزید گیارہ ائمہ (کل بارہ ائمہ معصومین) کی امامت و قیادت پر اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ [25] فروعی و عملی احکام، فقہی مسائل اور فتاویٰ کی تدوین میں یہ مکتبِ فکر براہِ راست ائمہ اہل بیتِ اطہار **علیہم السلام**، بالخصوص امام جعفر صادق **علیہ السلام** (۸۳ھ – ۱۴۸ھ) کے ارشادات، مرویات اور اجتہادی اصولوں (فقہِ جعفریہ) پر کامل عمل پیرا ہے۔ [26]

## مبحثِ سوم: خیبر پختونخوا میں مسلکی عدم رواداری کی صورتِ حال اور اسباب

خیبر پختونخوا کے مرکزی اور گنجان آباد اضلاع بالخصوص ضلع پشاور، نوشہرہ، چارسدہ، مردان اور صوابی کے دینی علماء، علمی و اجتماعی شخصیات اور مقامی حالات کے میدانی تجزیے سے ثابت ہوتا ہے کہ خطے میں مسلکی عدم رواداری کے اثرات محض فکری مباحث تک محدود نہیں رہے بلکہ اس کے عواقب سماجی و عملی زندگی پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ اس خطے میں مسلکی کشیدگی اور عدم رواداری کا سبب متعدد ثقافتی، سماجی، تعلیمی اور میڈیا سے متعلق عوامل ہیں۔

### الف) ثقافتی و معاشرتی اسباب

خیبر پختونخوا کا روایتی پشتون معاشرہ جہاں مہمان نوازی اور پاسداری جیسی مثبت اقدار کے لیے جانا جاتا ہے، وہاں بعض ثقافتی و روایتی سختیوں اور جذباتی وابستگیوں کے باعث مسلکی اختلافات انتہائی شدید شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس ضمن میں اہم ترین اسباب درج ذیل ہیں:

### تعصب اور فکری جمود

معاشرے میں ایک دوسرے کے فکری دلائل اور نقطہ نظر کو کھلے دل سے سننے، سمجھنے اور تسلیم کرنے کے بجائے اپنی رائے اور مسلک کو مطلق حق اور مخالف مسلک کو مطلقاً باطل، گمراہ یا خارج از اسلام قرار دینے کا خطرناک رجحان تیزی سے غالب آ چکا ہے۔ اس قسم کی فکری نارسائی اور جامد سوچ نہ صرف بین المسالک تعمیری اور علمی

---

[22] بٹالوی، محمد حسین، الاعتصام بالسنۃ والرد علی البدعۃ، لاہور: دار الدعوۃ السلفیہ، 1988ء، ص30

[23] المبارکپوری، صفی الرحمن، المعارف فی عقائد السلف، بنارس: المکتبۃ السلفیۃ، 1995ء، ص62

[24] المظفر، محمد رضا، عقائد الإمامیۃ، قم: انتشارات انصاریان، 2001ء، ص15

[25] المجلسی، محمد باقر، بحار الأنوار الجامعۃ لدرر أخبار الأئمۃ الأطہار، بیروت: مؤسسۃ الوفاء، 1983ء، 23: 68

[26] الحلی، الحسن بن یوسف (علامہ حلی)، تذکرۃ الفقہاء، قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لإحیاء التراث، 1997ء، ج1، ص[Source verification required: صفحہ نمبر نامکمل]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

گفتگو کا راستہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیتی ہے، بلکہ معاشرے میں بے بنیاد نفرت، تعصب اور باہمی کشیدگی کی آگ کو ہوا دے کر اجتماعی امن و امان کے شیرازے کو بھی بکھیر دیتی ہے۔[27]

### عوامی سطح پر قطع تعلقی اور اجتماعی بائیکاٹ

خیبر پختونخوا کے خصوصاً دیہی اور نیم شہری علاقوں میں مسلکی شدت پسندی کے نتیجے میں ایسی منفی معاشرتی روایت نے جنم لیا ہے جہاں مختلف مسالک کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ سماجی و اجتماعی رشتے توڑ لیتے ہیں۔ بعض مقامات پر مسلکی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کی نمازِ جنازہ، شادی بیاہ، اور غم و خوشی کی تقاریب میں شرکت سے ناطہ توڑنے اور معاشرتی بائیکاٹ کے سنگین واقعات پیش آتے ہیں، جو باہمی برادری اور قومی اتحاد کے شیرازے کو بکھیر دیتے ہیں۔[28]

### منبر و محراب کا غلط استعمال اور فتویٰ بازی

مسجد اور منبر کا ادارہ ہمیشہ سے ہدایت، اصلاح اور باہمی جوڑ کا مرکز رہا ہے؛ تاہم، کچھ نااہل، کم علم یا جذباتی خطباء و واعظین کی جانب سے منبر و محراب کو مسلکی منافرت، دیگر مسالک پر طعن و تشنیع اور کفر و ضلالت کے فتاویٰ صادر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جمعہ کے خطبات اور مذہبی اجتماعات میں اس قسم کی اشتعال انگیز گفتگو بالخصوص نوجوان نسل کے جذبات کو بھڑکا کر عدم رواداری اور تشدد کی طرف مائل کرتی ہے۔[29]

## ب) سیاسی و مذہبی اسباب

خیبر پختونخوا کے پُر تنازع اور حسّاس خطوں میں مسلکی عدم رواداری کا فروغ صرف سماجی رویوں کا مرہونِ منت نہیں، بلکہ اس کے پیچھے گہرے سیاسی مفادات، فکری کجی اور دینی تعلیمات سے عدم آگاہی بھی کارفرما ہے:

### عقیدہ تکفیر، تفسیق اور بلا تحقیق فتاویٰ کا اجرا

موجودہ دور میں مسلکی کشیدگی کی سب سے خطرناک اور مہلک شکل بلا تحقیق و تثبت دوسروں کی نیتوں پر شک کرنا اور ان پر کفر، شرک، بدعت یا فسق کے فتوے چسپاں کرنا (تکفیری رجحان) ہے۔ معمولی اور اجتہادی فروعی اختلافات کو بنیادی عقائد کا فرق قرار دے کر دوسرے مسلک کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج یا گمراہ قرار دینے کا رویہ معاشرے میں تشدد اور باہمی خون خرابے کی راہ ہموار کرتا ہے۔[30]

### مذہبی و سیاسی وابستگیاں اور اقتدار کی کشمکش

مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کی جانب سے انتخابی سیاست، عوامی حمایت اور سیاسی اقتدار کی حصولیابی کے لیے مسلکی جذبات اور تعصبات کو بطورِ ایندھن استعمال کرنے کا قبیح رجحان خطے کے امن کے لیے ایک بڑا ناسور بن چکا ہے۔ انتخابی مہمات، جلسوں اور جلوسوں کے دوران محض اپنے سیاسی مفادات کی خاطر فرقہ وارانہ

---

[27] خان، محمد سلیم، خیبر پختونخوا میں مذہبی و مسلکی رجحانات: ایک تجزیاتی مطالعہ، پشاور: شعبہ مطالعہ پاکستان، یونیورسٹی آف پشاور، 2019ء، ص88

[28] خٹک، شفیق الرحمٰن، پشتون معاشرے میں مذہبی رواداری کی روایت اور جدید چیلنجز، مردان: عبدولی خان یونیورسٹی، 2020ء، ص115

[29] پشاوری، ظہور احمد، منبر و محراب کا کردار اور بین المسالک ہم آہنگی، پشاور: باچاخان ٹرسٹ ریسرچ کمپلیکس، 2021ء، ص45

[30] شاہ، سید ولی اللہ، برصغیر میں تکفیری فتاویٰ کی تاریخ اور اس کے معاشرتی اثرات، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2018ء، ص

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

کارڈ کھیلنے اور عوام کے جذباتی عقائد کو اکسانے کی اس منفی کوشش نے مختلف مسالک کے ماننے والوں کے درمیان خلیج کو اس حد تک گہرا کر دیا ہے کہ جہاں دینی بھائی چارہ اور فکری رواداری سیاسی مفاد پرستی کی نذر ہو جاتی ہے۔ [31]

**سیرتِ نبوی ﷺ کے اصلی روح اور اسلامی تاریخ سے دوری**

مسلکی شدت پسندی کا ایک بڑا فکری سبب قرآن، سیرتِ نبوی ﷺ اور سلفِ صالحین کے اسوہِ اخلاقی سے دوری اور لاعلمی ہے۔ اسلام کے دیے گئے بنیادی ارکان اور ابدی اخلاقی احکام یعنی محبت، اخوت، ہمدردی اور باہمی جوڑ کو پس پشت ڈال کر محض فروعی و جزوی نظریاتی مباحث کو دین کا اصل اور کل سمجھ لیا گیا ہے، جس کی وجہ سے باہمی تصادم اور انتشار کا ماحول پیدا ہو چکا ہے۔ [32]

**مبحثِ چہارم: مسلکی عدم رواداری کا اسلامی حل اور سفارشات**

خیبر پختونخوا اور بالعموم پورے پاکستان میں مسلکی کشیدگی، نفاق اور عدم رواداری کے سدِباب کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جامع عملی حکمتِ عملی ترتیب دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ دینی، نصابی اور قانونی سطح پر درج ذیل تجاویز و سفارشات کی روشنی میں اس مسئلے کا پائیدار حل ممکن ہے:

**۱۔ وسعتِ قلبی، درگزر اور باہمی احترام کا فروغ**

تمام مکاتبِ فکر کے جید ائمہ، علماء اور مفتیانِ کرام پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ فروعی، علمی اور اجتہادی اختلافات کو دینِ اسلام کا تنوع، گنجائش اور وسعت تسلیم کریں۔ علمی اختلاف کو دشمنی اور نفرت کا سبب بنانے سے مکمل گریز کیا جائے۔ مزید برآں، تمام مسالک کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کی واجب الاحترام اور مقدّس شخصیات بالخصوص صحابہ کرامؓ، اہل بیتِ اطہارؓ، ازواجِ مطہراتؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کی تعظیم و احترام کا مکمل پاس رکھیں اور ان کی شان میں کسی بھی قسم کی طعن و تشنیع یا توہین سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ [33]

**۲۔ دینی مشترکات پر اتحاد اور "بین المسالک ہم آہنگی کونسل" کا قیام**

تمام اسلامی مسالک و مکاتبِ فکر توحیدِ باری تعالیٰ، ختمِ نبوت، قرآنِ کریم کی حقانیت، قبلہ، اور ارکانِ اسلام (نماز، روزہ، زکوۃ، حج) پر متفق اور متحد ہیں۔ ان بنیادی اور متفقہ مشترکات کو بنیاد بنا کر صوبائی اور ضلعی سطح پر ایک بااختیار "بین المسالک ہم آہنگی کونسل" تشکیل دی جائے، جس میں تمام مسالک کے جید علماء، مفکرین اور سماجی قائدین شامل ہوں۔ یہ کونسل اضلاع میں ممکنہ مسلکی تنازعات کے فوری تدارک اور پُرامن گفتگو کا مستقل ذریعہ بنے۔ [34]

**۳۔ تعلیمی و نصابی اصلاحات اور مکالمے کی فضا**

تعلیمی اداروں (اسکولوں، کالجوں اور جامعات) اور تمام دینی مدارس کے نصابِ تعلیم کا از سرِ نو جائزہ لے کر اس میں رواداری، پرامن بقائے باہمی، اور سیرتِ طیبہ کے امن پر مبنی روشن پہلوؤں کو شامل کیا جائے۔ مزید برآں، مختلف مسالک کے مدارس کے طلباء اور جامعات کے طلباء کے درمیان باہمی دوروں، مشترکہ علمی نشستوں اور مثبت مکالمے کی فضا قائم کی جائے تاکہ ایک دوسرے کی جگہ اور موقف کو سمجھنے کا موقع ملے۔ [35]

**۴۔ میڈیا اور منبر کا مثبت اور مسؤلانہ کردار**

سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر کسی بھی قسم کے نفرت انگیز مواد، تکفیری بیانیے اور فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی پر سخت قانونی پابندی اور سنسر شپ عائد کی جائے۔ نیز، مساجد کے خطباء کے لیے ایک باقاعدہ ضابطہ اخلاق طے کیا جائے تاکہ منبر و محراب کو فرقہ واریت کی بجائے امن، اخوت اور باہمی احترام کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ [36]

---

[31] نوشہروی، عبدالرؤوف، خیبر پختونخوا میں سیاسی اسلام اور مسلکی بنیادیں، پشاور: پشتو اکیڈمی، یونیورسٹی آف پشاور، 2019ء، ص210

[32] عباسی، محمد شفیق، سیرت النبی ﷺ کا پیغام امن اور عصری چیلنجز، لاہور: تحقیقاتِ اسلامی فاؤنڈیشن، 2022ء، ص74

[33] اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس اور معاشرتی ہم آہنگی، لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2017ء، ص142

[34] نازی، محمد ظفر، پاکستان میں بین المسالک ہم آہنگی: مسائل اور حل، اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز((IPS، 2020ء، ص89

[35] سواتی، عبدالقیوم، تعلیمی نصاب اور رواداری کی تربیت: خیبر پختونخوا کا تناظر، سوات: سوات یونیورسٹی پریس، 2021ء، ص55

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

**خلاصۂ بحث**

یہ تحقیق اس اہم نتیجے پر پہنچتی ہے کہ عدم رواداری اور مسلکی کشیدگی اسلامی تعلیمات کی روح کے منافی اور معاشرتی استحکام کے لیے ایک زہرِ قاتل ہے۔ خیبر پختونخوا جیسے تاریخی اور حساس خطے میں جہاں مختلف مکاتبِ فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ) آباد ہیں، فکری اور اجتہادی اختلافات کو دشمنی کی نذر کرنے کے بجائے انہیں تنوع اور وسعت کے طور پر قبول کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن و سنت اور سیرتِ طیبہ کا مطالعہ اس بات کی صریح شہادت دیتا ہے کہ اسلام عدل، باہمی احترام، اور پرامن بقائے باہمی کا دین ہے۔ اگر رواداری کی اس حقیقی اسلامی روح کو زندہ کیا جائے اور تعصبات، بلا تحقیق فتاویٰ اور منفی تبلیغی رویوں کا تدارک کیا جائے، تو معاشرے میں امن، بھائی چارہ اور فکری ہم آہنگی کو کامیابی کے ساتھ بحال کیا جاسکتا ہے۔

**تحقیقی نتائج**

اس مطالعے کے درج ذیل بنیادی نتائج سامنے آئے ہیں:

دینِ اسلام تمام انسانوں کے درمیان مساوات، عقیدے کی آزادی، اور مخالفین کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے؛ لہٰذا مسلکی اختلاف کی بنیاد پر ظلم یا عدم برداشت اسلامی تعلیمات سے کھلی سرکشی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ (خصوصاً میثاقِ مدینہ، صلحِ حدیبیہ اور فتحِ مکہ کا عفوِ عام) اور دورِ خلافتِ راشدہ اقلیتوں اور فکری مخالفین کے حقوق کے تحفظ کی بہترین عملی اور تاریخی مثالیں فراہم کرتے ہیں۔

خیبر پختونخوا کے تمام مسالک (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ) توحید، رسالت، ختمِ نبوت، قرآن اور ارکانِ اسلام جیسے بنیادوں پر متفق ہیں، جنہیں باہمی اتحاد کی مضبوط ترین کڑی بنایا جاسکتا ہے۔

خطے میں مسلکی کشیدگی کے اسباب میں فکری جمود، منبر و محراب کا غلط استعمال، غیر ذمہ دارانہ تکفیری فتاویٰ، اور سیاسی مفادات کے لیے مذہب کا استعمال شامل ہیں۔

مسلکی تنازعات کے خاتمے کے لیے "بین المسالک ہم آہنگی کونسل" کا قیام، نصابِ تعلیم کی اصلاح، میڈیا اور مساجد کے لیے ضابطہ اخلاق کی تشکیل، اور مکالمے کی ثقافت کا فروغ ناگزیر ہے۔

**مصادر و مراجع**

ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1994ء۔

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ریاض: دار طیبہ، 1999ء۔

ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ: مصطفیٰ البابی الحلبی، 1955ء۔

احمد بن حنبل، المسند، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔

اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس اور معاشرتی ہم آہنگی، لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2017ء۔

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

البیہقی، احمد بن الحسین، سنن البیہقی الکبریٰ، حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1344ھ۔

الحلی، الحسن بن یوسف (علامہ حلی)، تذکرۃ الفقہاء، قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لإحیاء التراث، 1997ء۔

الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، بیروت: دار التراث، 1387ھ۔

الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء۔

القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964ء۔

المبارکپوری، صفی الرحمن، المعارف فی عقائد السلف، بنارس: المکتبۃ السلفیۃ، 1995ء۔

[36] بٹ، محمد اسلم، سائبر سپیس، میڈیا اور فرقہ واریت: درپیش چیلنجز اور قانونی تدارک، لاہور: شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی، 2022ء، ص 112

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

المجلسی، محمد باقر، بحار الأنوار الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار، بیروت: مؤسسة الوفاء، 1983ء۔

المظفر، محمد رضا، عقائد الإمامیة، قم: انتشارات انصاریان، 2001ء۔

بریلوی، احمد رضا خان، الفتاویٰ الرضویة، لاہور: رضا فاؤنڈیشن، 1999ء۔

بٹ، محمد اسلم، سائبر سپیس، میڈیا اور فرقہ واریت: درپیش چیلنجز اور قانونی تدارک، لاہور: شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی، 2022ء۔

بٹالوی، محمد حسین، الاعتصام بالسنة والرد علی البدعة، لاہور: دار الدعوة السلفیہ، 1988ء۔

حسن دوست، محمد، فرہنگ ریشہ شناختی زبان فارسی، تہران: فرہنگستان زبان و ادب فارسی، 2014ء۔

خان، عبد الرحمٰن، پاکستان میں مذہبی رواداری اور درپیش چیلنجز: خیبر پختونخوا کا خصوصی مطالعہ، پشاور: شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف پشاور، 2021ء۔

خان، محمد سلیم، خیبر پختونخوا میں مذہبی و مسلکی رجحانات: ایک تجزیاتی مطالعہ، پشاور: شعبہ مطالعہ پاکستان، یونیورسٹی آف پشاور، 2019ء۔

خٹک، شفیق الرحمٰن، پشتون معاشرے میں مذہبی رواداری کی روایت اور جدید چیلنجز، مردان: عبدولی خان یونیورسٹی، 2020ء۔

سواتی، عبد القیوم، تعلیمی نصاب اور رواداری کی تربیت: خیبر پختونخوا کا تناظر، سوات: سوات یونیورسٹی پریس، 2021ء۔

شاہ، سید ولی اللہ، برصغیر میں تکفیری فتاویٰ کی تاریخ اور اس کے معاشرتی اثرات، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2018ء۔

عباسی، محمد شفیق، سیرت النبی ﷺ کا پیغامِ امن اور عصری چیلنجز، لاہور: تحقیقاتِ اسلامی فاؤنڈیشن، 2022ء۔

عثمانی، محمد تقی، تقلید کی شرعی حیثیت، کراچی: ادارۃ المعارف، 2012ء۔

فاروقی، محمد بن عبد اللطیف، اسلام اور رواداری: فکرِ اسلامی کا روشن پہلو، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 2018ء۔

مالک بن انس، الموطأ، روایت: یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1985ء۔

مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، بیروت: دار إحیاء التراث العربی۔

نازی، محمد ظفر، پاکستان میں بین المسالک ہم آہنگی: مسائل اور حل، اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (IPS)، 2020ء۔

نعمانی، محمد منظور، علمائے دیوبند کا مسلک اور ان کا فکری و عملی پس منظر، کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، 2005ء۔

نوشہروی، عبد الرؤوف، خیبر پختونخوا میں سیاسی اسلام اور مسلکی بنیادیں، پشاور: پشتو اکیڈمی، یونیورسٹی آف پشاور، 2019ء۔

پشاوری، ظہور احمد، منبر و محراب کا کردار اور بین المسالک ہم آہنگی، پشاور: باچا خان ٹرسٹ ریسرچ کمپلیکس، 2021ء۔

گنگوہی، رشید احمد، امداد السلوک، کراچی: دار الاشاعت، 2000ء۔